یومِ ختمِ نبوت کی غیر معمولی پذیرائی!

عبداللطیف خالد چیمہ

محض اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہے کہ کم و بیش تین عشروں سے زائد عرصہ پہلے ہم نے 7 ستمبر یومِ تحفظ ختم نبوت (یوم قرار دادِ اقلیت) کو مجلس احرار اسلام اور تحریک تحفظ ختم نبوت کے نظم میں مخابرات اور چھوٹے موٹے اجلاس و تقریبات سے شروع کیا تھا آج چار وسو اس کا چرچہ ہے اور اس کی خوشبو متعدد یورپی ممالک تک بھی جا پہنچی ہے، مجلس احرار اسلام کے علاوہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، جمعیت علماء اسلام، انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ، جمعیت علماء پاکستان، جمعیت اہلحدیث اور کئی دیگر تنظیموں اور اداروں نے اس مرتبہ جس تزک و احتشام کے ساتھ 7 ستمبر کے یادگار اور تاریخی دن کی مناسبت سے اجتماعات منعقد کئے اور 8 ستمبر کو جمعۃ المبارک کے خطبات میں تحریک ختم نبوت کا تذکرہ کیا، قبل ازیں اس کی مثال نہیں ملتی۔ حتیٰ کہ پیپلز پارٹی نے گھکھڑ منڈی میں یوم ختم نبوت کا بھرپور انعقاد کیا، جس میں پیپلز پارٹی پنجاب کے صدر قمر الزماں کائرہ، پاکستان شریعت کونسل کے سیکرٹری جنرل مولانا زاہد الراشدی اور دیگر کئی جماعتوں کے رہنماؤں نے شرکت و خطاب کیا، راقم الحروف نے 7 ستمبر صبح 8 بجے دفتر احرار چیچہ وطنی، 12 بجے دوپہر جامع مسجد صدیقیہ کمالیہ، بعد نماز عصر جامع مسجد معاویہ ٹوبہ ٹیک سنگھ پھر بعد نمازِ عشاء جامعہ عثمانیہ ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر، 8 ستمبر کو مرکز احرار جامع مسجد مدنی چنیوٹ، 19 ستمبر کو جامع رشیدیہ نمبر 2 ساہیوال، 21 ستمبر کو سالانہ ختم نبوت کانفرنس مرکزی دفتر احرار لاہور میں جو معروضات پیش کیں ان کا خلاصہ پیش خدمت ہے۔۔۔!

عقیدۂ ختم نبوت پر قرآن کریم کی ایک سو آیات، تقریباً دو سو احادیث گواہی دیتی ہیں یہ اسلام کا بنیادی عقیدہ ہے، انکارِ ختم نبوت کے فتنے کا آغاز جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں ہو گیا تھا، نوجوان صحابی سیدنا حبیب ابن زید انصاری رضی اللہ عنہ تحریک ختم نبوت کے پہلے شہید ہیں جن کو مسیلمہ کذاب کے کارندوں نے پکڑ لیا اور کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و رسالت کا انکار کر کے مسیلمہ کی نبوت کا اقرار کر لو! انہوں نے نفرت کے اظہار کے لئے فرمایا۔۔۔! ''میرے کان تمہاری آواز سننے سے عاجز ہیں'' اُن کو گرفتار کر کے مسیلمہ کے پاس لے جایا گیا اور سمجھایا کہ مسیلمہ پر ایمان لے آؤ! وہ نہ مانے تو ان کا ایک بازو، دوسرا بازو اور دونوں ٹانگیں کاٹ دی گئیں مگر وہ یہی فرماتے رہے کہ ''میرے کان تمھاری آواز سننے سے عاجز ہیں''۔ آج کا کفر بھی امریکہ کی قیادت میں دنیا کے مسلمانوں سے یہی مطالبہ کر رہا ہے جبکہ دنیا بھر میں صرف مذہبی طبقات اور دینی قوتیں ڈٹی ہوئی ہیں اور سرنڈر ہونے کے لئے تیار نہیں۔۔۔۔۔!

1974ء کی تحریک ختم نبوت کی کامیابی کے پیچھے جنگ یمامہ اور تحریک ختم نبوت 1953ء کے شہداء کا مقدس خون پنہاں ہے۔ ہمارے اکابر نے 1974ء کی تحریک کو کامیابی سے ہمکنار کرنے کے لئے ہمہ پہلو اور ہمہ جہت کس طرح

محنت کی اس کے لئے دو واقعات کا حوالہ دینا چاہوں گا:

جمعیت علماء اسلام کے بانی رہنماء مجاہد ملت حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی رحمتہ اللہ علیہ کے داماد اور جامعہ مُعارف الاسلامیہ اسلام آباد کے مدیر ڈاکٹر محمد ادریس مفتی کی روایت کے مطابق:۔''مولانا غلام غوث ہزاروی (مرحوم) نے فرمایا جب قومی اسمبلی میں قادیانیوں کے بارے میں بحث ہو رہی تھی اور انہیں غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے لئے ایوان اور ایوان سے باہر مطالبات زوروں پر تھے اسی دوران چند قادیانی خواتین بیگم نصرت بھٹو سے ملنے آئیں اور سفارشات کا انبار لگا دیا۔ بھٹو صاحب کو روکیں کہ مولویوں کی بات سن کر ہمیں غیر مسلم اقلیت قرار نہ دیں۔ ہم کلمہ پڑھتے ہیں، نماز پڑھتے ہیں، روزہ رکھتے ہیں، ملک کے لیے ہماری خدمات واضح ہیں، دیکھیں پرائم منسٹر صاحب سے سفارش کریں کہ وہ علماء کی باتوں میں نہ آئیں، یہ اقدام ان کے لیے اچھا ہے نہ ملک وقوم کے لیے۔ بیگم نصرت بھٹو نے انکی یہ گفتگو سنی اور پھر وزیر اعظم صاحب سے الجھ پڑیں کہ یہ آپ کیا کرتے ہیں یہ ٹھیک نہیں ہے۔ بس ایسا کام نہ کریں کہ کل کو دنیا میں رسوائی اور جگ ہنسائی کا باعث بنے۔ میں یہ کام ہرگز آپ کو نہیں کرنے دوں گی۔ یہ تو ان لوگوں پر بڑا ظلم ہوگا۔ حتیٰ کہ رات بھر دونوں میاں بیوی کی یہ تکرار رہی۔ صبح کو ذوالفقار علی بھٹو صاحب نے حضرت مولانا ہزاروی کو فون کیا اور کہا کہ آپ سے ایک ضروری کام ہے جلد تشریف لائیں۔ مولانا مرحوم نے مدرسہ فرقانیہ کوہاٹی بازار راولپنڈی میں علماء کا اجلاس بلایا ہوا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ بھٹو صاحب میں مصروف ہوں علماء کرام آئے ہیں۔ یہاں ایک ضروری میٹنگ ہو رہی ہے۔ اس لیے میں آنے سے معذرت خواہ ہوں۔ بھٹو مرحوم نے کہا کہ مولانا صاحب یہاں اس سے بھی (Important Meeting) ہے۔ آپ جلد تشریف لائیں۔ میں انتظار کر رہا ہوں۔ اس پر مولانا ہزاروی بھٹو مرحوم کے ہاں پرائم منسٹر ہاؤس پہنچے۔ دیکھا تو بھٹو صاحب انتظار میں تھے۔ ملاقات ہوئی تو کہنے لگے: مولانا صاحب! کل بیگم صاحبہ کے پاس قادیانی عورتیں آئیں تھیں۔ انہوں نے آکر اسے بڑا ورغلایا ہے کہ دیکھیں بھٹو صاحب ہمیں مولویوں کے کہنے پر غیر مسلم اقلیت قرار دے رہے ہیں۔ حالانکہ ہم مسلمان ہیں۔ کلمہ پڑھتے ہیں۔ نماز پڑھتے ہیں۔ روزہ رکھتے ہیں اور ملک وقوم کے لیے ہماری خدمات سب کو معلوم ہیں، اس لیے بھٹو صاحب کو روکیں کہ وہ مولویوں کے جھانسے میں نہ آئیں۔ ورنہ ان کی خیر نہیں ہوگی۔ اب یہ رات بھر سے میرے پیچھے پڑی ہوئی ہے۔ نہ خود سوئی ہے نہ مجھے سونے دیا۔ اس لیے میں نے آپ کو زحمت دی ہے کہ آپ بیگم صاحبہ کو ختم نبوت اور قادیانیت کے حوالے سے کچھ بتائیں۔ کیونکہ میں آپ کو نیک دل اور خدا پرست عالم سمجھتا ہوں۔ کوئی لالچ یا بغض آپ کے دل میں نہیں ہوتا۔ اس لیے آپ بیگم صاحبہ کو اس مسئلہ کی حقیقت سمجھائیں۔ مولانا غلام غوث ہزاروی نے کہا کہ میں جناب بھٹو اور بیگم بھٹو صاحبہ تینوں اپنی اپنی نشستوں پر بیٹھ گئے۔ تو میں نے عقیدۂ ختم نبوت، قرآن حکیم ،حدیث، اجماع اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ارشادات کی روشنی میں پوری طرح واضح کیا اور مرزا قادیانی کی تاریخ، اس کے دعاوی باطلہ، اس کی اسلام دشمنی، انگریز سے وفاداری کی تاریخ، اس کا مکر وفریب، سب کچھ بتایا۔ مولانا نے فرمایا کہ

میری بعض باتیں بھٹو بیگم صاحبہ کو سمجھاتے رہے۔ جب ساری گفتگو ختم ہو چکی تو بیگم بھٹو نے کہا کہ یہ تو بہت گندے ہیں۔ مجھے تو ان کے بارے میں علم نہیں تھا۔ مگر مولانا دیکھیں اسلام میں پردے کا کیا حکم ہے اور میں پردہ سے نہیں ہوں تو کیا میں بھی کافر ہوں؟ اس پر مولانا نے فرمایا! محترمہ جب تک آپ اسلام کے بنیادی عقائد کا انکار نہ کریں یا پھر ان کا مذاق نہ اُڑائیں تو صرف گناہ کرنے سے کوئی کافر نہیں ہوتا۔ گناہ سے انسان صرف گناہ گار رہتا ہے۔ اسلام سے خارج نہیں ہوتا۔ اگر آپ پردے کا انکار کریں کہ میں اس کو نہیں مانتی یا اس حکم کا مذاق اڑائیں۔ تو تب آپ کافر ہو جائیں گی۔ بہر حال کفر اور ایمان کا مسئلہ جدا ہے اور فسق و فجور گناہ کا معاملہ علیحدہ ہے۔ بیگم بھٹو نے کہا مولانا توبہ، آخر مرنا ہے۔ میں اپنے آپ کو گناہ گار سمجھتی ہوں۔ اللہ معاف کرے۔ اس کے بعد بیگم بھٹو نے بھٹو مرحوم سے اسی نشست میں کہا کہ بھٹو صاحب مجھے قادیانیوں کے بارے میں اب پتہ چلا ہے کہ ان کی اصلیت کیا ہے۔ اس لیے اس مسئلے کو لٹکائے بغیر فی الفور حل کریں اور فتنے کا جلد تدارک کریں۔ اس پر وزیر اعظم جناب ذوالفقار علی بھٹو نے مولانا ہزاروی کا بہت شکریہ ادا کیا اور یوں یہ نشست اپنے اختتام کو پہنچی۔''

دوسرے واقعے کے راوی کہنہ مشق صحافی جناب جلیس سلاسل ہیں جنہوں نے 1975ء میں ''جنگ'' گروپ میں محمود شام کی زیر صدارت شائع ہونے والے ہفت روزہ ''اخبار جہاں'' کراچی کے لئے آغا شورش کاشمیری مرحوم سے انٹرویو لیا جو ٹائٹل سٹوری کے طور پر شائع ہوا، یہ انٹرویو شورش مرحوم کی زندگی کا آخری انٹرویو تھا، اس انٹرویو کا ایک اہم اقتباس ملاحظہ فرمائیں:

''انہی دنوں آغا شورش کاشمیری نے وزیر اعظم بھٹو سے طویل ملاقات کی تو ایسی اثر انگیز انداز میں تقریر کی کہ بھٹو کو کہنا پڑا کہ ''شورش کاشمیری نے میرا دوٹوک جواب سننے کے باوجود قادیانیوں کے مذہبی معتقدات میرے سامنے اس طرح رکھے جن کے مطابق امت کا ہر فرد حتیٰ کہ خود میں اور میرے ماں باپ بھی کافر نظر آنے لگے تھے''۔

مجھے قادیانیوں کی کتابیں دیکھ کر بڑا غصہ آیا۔۔۔ کم از کم میں تو یہ تصور بھی نہیں کر سکتا تھا کہ قادیانی امام حسن، امام حسین، حضرت علی (رضی اللہ عنہم) اور میرے ماں باپ کو کافر سمجھیں۔ لیکن جب میں نے اپنے غصہ پر قابو پا کر شورش کاشمیری سے کہا یہ تو درست ہے کہ قادیانی امت کے ہر چھوٹے بڑے رکن کو کافر سمجھتے ہیں لیکن ان کے عقائد کے بارے میں کیا کر سکتا ہوں یہ تو علماء کرام کا کام ہے کہ وہ لوگوں کو اپنی تبلیغ کے ذریعہ ان عقائد سے تائب کریں اور جو وقت وہ تحریکیں چلانے میں صرف کرتے ہیں قادیانیوں کے خلاف تبلیغ میں صرف کریں۔ حکومت ان کی ہر طرح مدد کرنے کو تیار ہے۔ شورش کاشمیری نے میرے اس جواب کے بعد مجھ پر قادیانیوں کی جماعت کی سیاسی حیثیت واضح کی اور 4 گھنٹہ کی گفتگو میں انہوں نے ثابت کیا کہ قادیانی پاکستان کے ازلی دشمن ہیں۔ وہ پاکستان میں بیٹھ کر اکھنڈ بھارت کے خواب دیکھ رہے ہیں۔ ان کی پیشین گوئیاں اور الہامات پاکستان کے خلاف ہیں۔ وہ ربوہ میں اپنے مردے امانت کے طور پر دفن کرتے